فضائل علم وعلماء

مولانا علامہ سید امیر علی (رحمہ اللہ تعالی)

اس علم دین کی فضیلت بہت بڑی ہے۔آیات۔بہت ہیں جنسے بصریح وکنایہ اسکے فضائل دریافت ہوئے ازانجملہ **قولہ تعالی شھد اللہ انہ لاالہ الاھو والملائکۃ واولوا العلم قائما بالقسط**۔دیکھو اپنی وحدانیت پر گواہ اپنی ذات متعالی کے ساتھ ملائکہ کو اور اہل علم کو قرار دیا جو فقیہ ربانی ہوتا ہے یہ شرف نہایت اعلی ہے۔ازانجملہ قولہ تعالی **یرفع اللہ الذین آمنوا والذین اوتو العلم درجات**۔عام مومنون پر علماء کے بہت سے درجے بلند فرمائے اور یہ معلوم ہوا کہ عام مومن بندہ اپنے مولی عزوجل کو تمام روئے زمین کے کافروں سے بلکہ اسکا ایک بال سب کافروں سے محبوب ہے۔حضرت ابن عباس سے صحیح روایت ہے کہ عام ایمان والوں پر علم والوں کے ایسے سات سو درجے بلندی کی نوید ہے کہ دو درجہ کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جیسے پانچسو برس کی راہ۔اب یہ تو وعدہ فرمایا ہے اس خالق حی القیوم نے جسکی مخلوق کی تعداد بے انتہا ،اندازہ کسی کے وہم میں نہیں آسکتا ہے اور وعدہ سے زیادہ ابھی فضل باقی ہے بحکم قولہ **یوت کل ذی فضل فضلہ** ۔اور جس کریم رحیم جل شانہ سے امیدواری ہے وہ ارحم الراحمین ہے تو اس کے فضل کا حاصل ہونا یقینی ہے۔ازانجملہ قولہ تعالی **قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون** صریح نص ہے کہ علم والے اور بے علم دونوں برابر نہیں ہیں۔اس میں اشارہ ہے کہ جاننے والوں کو جو کچھ معلوم ہے اسکا مرتبہ اسقدر عظیم ہے کہ اسکا بیان نہیں ہوسکتا۔اور یہ وہم نہیں کرنا چاہیے کہ علم سے کشاف کی نحوی بلاغت اور تلویح کے مقدمات اربعہ اور ہدایہ کے مسائل مراد ہیں اسلئے کہ علماء ربانی بالاتفاق حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ہیں حالانکہ ان کتابوں کا اس وقت وجود بھی نہ تھا بلکہ ان میں بہتیرے فلسفی پیچیدہ طول کلام سے واقف نہ تھے پس ان کا علم یہی فقہ تھا جسکا بیان ہوگا۔اور اکثر مخلوق اپنے خیالات سے متجاوز ہو کر معرفت صفات الہیہ کی روشنی سے آنکھوں والے ہی نہیں ہوئے ہیں اس واسطے **ماقدروا اللہ حق قدرہ** .الآیہ۔کا مصداق ہیں ازانجملہ قولہ تعالی **انما یخشی**

اللہ من عبادہ العلماء ۔محبت ملاعظمت کا ڈر تمام بندوں میں سے فقط عالموں ہی کے لیے ثابت فرمایا تو ظاہر ہے کہ انکو قرب منزلت ومعرفت سے حضوری میں ذرا بھی سوء ادب نہیں چاہیے کہ کہیں دوسروں کی طرح مردود نہ کردیے جائیں اور مومنین سب انکے ساتھ ہیں جیسے سردار لشکر کے ساتھ لشکر ہوتا ہے۔ازانجملہ قولہ وتلک الامثال نضربھا للناس ومایعقلھا الا العالمون۔ان امثال کو سمجھنے والا فقط عالموں کو فرمایا اور کسی کو نہیں فرمایا۔ازانجملہ قولہ قل کفی باللہ شھیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب ۔اس میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے ساتھ دوسرا گواہ مخلوق میں سے کتاب الٰہی کا عالم فرمایا۔اور یہ بڑی فضیلت کی بات ہے۔بیشک جس بندے کو اللہ تعالیٰ نے عالم کیا وہ رسول علیہ السلام کے صدق کو گواہ کے مانند معائنہ کرتا اور پروانہ کی طرح حضرت سرور عالم رسول مکرم محمد مصطفیٰ ﷺ پر جان قربان کرتا ہے لہذا قرآن وحدیث وفقہ سے پہلے آنکھیں کھولیں پھر اسوقت صدق رسالت پر گواہ ہونگے ۔ازانجملہ قولہ تعالی وقال الذی عندہ علم من الکتاب انا آتیک بہ ۔یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس تخت بلقیس لانیوالے کا یہ وصف بتلایا کہ اس کے پاس کتاب سے کچھ علم تھا تو ارشاد فرمایا کہ یہ منزلت اسکو بدولت علم حاصل ہوئی۔ازانجملہ قولہ تعالیٰ قال الذین اوتو العلم ویلکم ثواب اللہ خیر لمن آمن وعمل صالحا۔دیکھو قارون کی دولت اہل علم کی نگاہوں میں بلاشبہ ہیچ تھی جب ہی تو ایسے لوگوں کو جو قارون کو بڑا نصیبے والا جانتے تھے یوں کہا کہ ارے جہالت کے شامت مارے لوگو جان رکھو کہ جو ایمان لاکر نیک چال چلن ہوا اسکے لیے جو اللہ تعالیٰ جل سلطانہ کیطرف سے ثواب ملتا ہے وہ قارون کے مال سے بہت بہتر ہے۔ازانجملہ قولہ تعالیٰ ولو ردوہ الی الرسول والے اولی الامر منھم لعلم الذین یستنبطونہ منھم ۔یعنی معاملہ کو اگر پہونچادیتے رسول تک اور امتیوں میں سے ایسے لوگوں تک جنکے ارشاد پر برتاؤ کرتے ہیں تو حکم والوں میں سے جنکو فقہ کی بات نکال لانے کا علم ہے وہ معاملہ کو سمجھ لیتے۔چنانچہ علم والوں کو انبیاء کے درجے سے ایسے معاملہ میں دوسرا مرتبہ کرکے ملادیا ازانجملہ قولہ تعالیٰ ولقد جئنا ھم بکتاب فصلناہ علی علم ۔یعنی ہمنے تمام بندوں کو ایسی کتاب پاک پہنچادی جو علم کے ساتھ صاف ظاہر بیان فرماتی ہے۔اب جو کوئی کتاب کو جانے وہ ضرور علم کے مرتبہ پر فائز ہے اور ہمارا مقصد علم سے یہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک خود محبوب ہے۔ازانجملہ قولہ تعالیٰ فلنقصن علیھم بعلم وماکنا غائبین ۔یعنی جن لوگوں نے رسول کو نہ مانا اور جہالت پر قدم رکھے گئے

تو ایک مقرر وقت پر ہم انکو جمع کرینگے اور انکی کرتوت سب انکو علم سے سنا دینگے یقین کرو کہ جتنی باتیں تم خیال وگمان و وہم وقیاس وتخمینہ سے اپنے خزانہ میں بھرتے ہو وہ کنکر و پتھر ہیں اگر چہ تم انہیں موتی سمجھ رکھو اور جو یقینی بات حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی یا دیگر انبیاء علیہم السلام نے فرمائی اس میں تردد بیجا ہے دیکھو حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت خاتم النبین ﷺ تک سب نے اسی توحید الٰہی کی خبر دی تم اسکے موافق نہیں چلتے اور اپنے خیالات کی وہمی بات پر نازاں ہو۔اور حدیث صحیح کا معجزہ سچ ثابت ہوا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اسوقت ایسے لوگ ہونگے کہ اپنی عقل پر مغرور ہو کر ہر ایک اپنی رائے پر نازاں ہوگا اور اصلی غرض انکی فقط دنیا ہوگی اور ہر ایک اپنی خواہش پوری کرنے میں مصروف ہوگا۔ازانجملہ قولہ بل ھو آیات بینات فی صدور الذین اوتو العلم۔انہیں لوگوں کے سینہ میں علم الٰہی کو میسر فرمایا جو اہل علم ہیں۔اور صاف روشن بیان کیا۔

اب چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔امام بخاری نے صحیح میں اور امام مسلم بن الحجاج نے اپنی صحیح میں اور اکثر اہل سنن ومسانید مثل امام احمد ترمذی وطبرانی وغیرہم نے نہایت سچے پرہیز گار ثقہ راویوں سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اذا ارادالله بعبد خیرا فقهه فی الدین . جب اللہ تعالی کسی بندے کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اس کو دین میں فقیہ کر دیتا ہے۔اگر کسی کو اعتراض ہو کہ علم کی تعریف کرتے کرتے اس میں فقہ کی تعریف کرنے لگے تو جواب یہ ہے کہ فقہ اصل میں جامع علوم ہے اور عنقریب انشاء اللہ تعالی اسکے معنی ظاہر ہو جائیں گے اور اگر کسی سمجھدار بندے کو بنور ایمانی محسوس ہو کہ پچھلے زمانے میں اکثر لوگ فقیہ ہونیکے مدعی ہیں مگر انمیں بھلائی ظاہر نہیں ہوتی ہے تو جواب یہ ہے کہ حدیث میں یہ فقہ مقصود نہیں ہے جسکا یہ لوگ دعوی کرتے ہیں۔فی الحدیث العلماء ورثة الانبیاء یعنی اللہ تعالی کے پیغمبروں کی میراث پانے والے فقط عالم لوگ ہوتے ہیں اور عالم کے لیے آسمان وزمین کی ہر مخلوق اپنے خالق سے مغفرت مانگتی ہے۔یہ حدیث سنن میں ہے اور کچھ مضمون صحاح میں ثابت ہے اس سے ظاہر ہے کہ جب فرشتے دعا کرتے ہیں تو عالم کا مرتبہ بلند ہے اور جان لو کہ ایمان ویقین کامل ومعرفت وعظمت الٰہی سب سے زیادہ عالم کو ہے تو بحکم قوله یستغفرون للذین آمنوا۔فرشتوں کا استغفار کرنا منصوص ہے ترمذی نے روایت کیا کہ خصلتان لایجتمعان فی منافق حسن سمت وفقه فی الدین یعنی دو صفتیں ایسی ہیں کہ کسی منافق میں جمع نہیں ہوتی ہیں ایک تو اچھا برتاؤ یعنی جو چال

چلن کہ اللہ تعالی و اسکے رسول کو پسند آتا ہے۔ اور دوم دین کی سمجھ۔ سراج وغیرہ میں بعضے سلف سے منافق کی ایک یہ پہچان روایت کی کہ وہ آخرت کے کام پر دنیا کے کام کو مقدم رکھتا ہے تو مومن فقیہ کی شناخت یہ ہوئی کہ آخرت کو مقدم رکھے اور جب فقہ پوری ہوتی ہے تو اسکو دنیا کی نمود سے بالکل براءت ہو جاتی ہے پھر بھلا نفاق کا اثر کیسے رہیگا کیونکہ وہ بھی منافق ہے جس کا ظاہر و باطن یکساں نہ ہو چنانچہ بعض احادیث میں تصریح موجود ہے۔ بیہقی نے بعض صحابہ سے روایت کی کہ ایمان والوں میں سب سے بہتر عالم فقیہ ہے کہ اگر لوگ اپنی ضرورت سے اسکے پاس جائیں تو اس سے نفع اٹھائیں اور اگر بے پروائی کریں تو وہ انکی کچھ پروانہیں کرتا ہے۔ طبرانی نے روایت کی کہ **لموت قبیلة ایسر من موت عالم**۔ ایک عالم کے مرنے سے ایک بڑے قبیلہ کا مرجانا آسان ہے۔ زندہ درحقیقت وہی ہے جسکو حق تعالی نے اپنی معرفت سے حیات بخشی اور یہ بذریعہ فضل علم کے ظاہر ہے اور مومن ہمیشہ زندہ ہے اگرچہ عالم نہ ہو اور عالم پوری زندگی کے ساتھ حیات جاوید پاتا ہے اسیواسطے اہل کفر محض مردہ ہیں اور حق تعالی نے احیاء و اموات سے دونوں فریق مومنین و کافرین کو تشبیہ دی اور یہ تحقیق ہے۔ وفی قول سیدنا علی کرم اللہ وجہہ **الناس موتی واھل العلم احیاء**: یعنی سب لوگ مردہ ہیں سوائے اہل علم کے وہ البتہ زندہ ہیں۔ اور میں پہلے متنبہ کر چکا کہ اہل ایمان نے جب اللہ تعالی عزوجل کو پہچانا اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے اور آخرت کے بارے میں عالم ہوئے تو جاہل نہیں رہے اور جب فقہ سے علم کامل حاصل کیا تو حیات کا پورا حصہ پایا (واللہ تعالی اعلم)۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن وغیرہ میں حدیث ہے کہ۔ **الناس معادن کمعادن الذھب والفضة خیار ھم فی الجاھلیة خیار ھم فی الاسلام اذا فقھا** یعنی لوگ تو سونے چاندی کی کانیں ہیں جو اسلام سے پہلے اچھے تھے وہ ایمان لانے کے بعد بہتر ہیں جبکہ فقیہ ہوں اور اگر یہ بات اس سے ظاہر نہ ہو تو گویا کان کے اندر یہ کنکر تھا یا زہریلی مٹی تھی۔ اسکو خود کچھ شرافت نہیں ہے اگرچہ وہ سیدزادہ ہو۔ اور بجائے اس کے جو ذلیل فقیر کہ مسلمان فقیہ ہو وہ بزرگون کے ساتھ بزرگی میں داخل ہوگا جسکا نفع اسکو دنیا و آخرت میں حاصل ہے اور فقیہ ہونے کے لئے اللہ تعالی و اس کے رسول اللہ ﷺ کے احکام جاننا کافی ہے خواہ عربی زبان میں جانے یا اردو میں حتی کہ جو عربی دان کہ خالی منطق و فلسفہ جانے وہ عالم نہ ہوگا اور اس کو یہ بزرگی حاصل نہ ہوگی اور جو اردو جاننے والا دین کی سمجھ رکھتا ہو یعنی علم دین سے آگاہ ہو وہ فقیہ شمار ہوگا جبکہ اسکو علم یقینی ہو۔ حدیث مشہور میں ہے **من حفظ علی امتی اربعین حدیثا من السنة**

حتی یودیها الیهم کنت له شفیعا و شهید ایوم القیامة ۔اور ایک روایت میں ہے۔من حمل من امتی اربعین حدیثا لقی الله عزوجل یوم القیامة فقیها عالما ۔یعنی میری امت میں سے جس نے چالیس احادیث یعنی احکام سنت یاد کر کے لوگوں کو پہنچائے تو اللہ تعالی سے فقیہ وعالم ہو کر ملے گا اور قیامت کے روز میں اسکا شفیع وگواہ ہونگا۔پس ہر شخص جانتا ہے کہ خالی حدیث کے الفاظ یاد کر لینا جب ثواب ہے کہ انکو پہنچائے تو اس سے یہ درجہ پائے کہ آنحضرت ﷺ نے اسکے لیے دعا فرمائی ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں صاف مذکور ہے حالانکہ اسکا فائدہ یہ بھی صحیح مروی ہے کہ دوسرا انکے مطالب کو جہاں تک کہ شاید اسکی سمجھ نہیں پہنچی ہے اچھی طرح سمجھے گا اور اس سے خود ظاہر ہے کہ عربی زبان ہی میں پہنچانا کچھ ضروری نہیں ہے تو جب ایک شخص خود ان احادیث کو سمجھے اور احکام سے واقف ہو خواہ کسی زبان میں مطلب سمجھ لے تو وہ بڑا درجہ پائے گا اور وہیں کا گھر دائمی اور معتبر ہے پس اصل بات فقاہت کی سمجھ ہے اس واسطے امام اعظمؒ سے روایت کیا گیا ہے کہ فارسی زبان میں نماز پڑھنا جائز ہے اور حسامی وسید حموی نے تصریح کر دی کہ خالی فارسی کی کچھ خصوصیت مقصود نہیں ہے اس دیار سے متصل فارسی زبان موجود تھی اس واسطے فارسی کا ذکر فرمایا ہے ورنہ مثل فارسی کے اور زبانوں کا بھی یہی حکم ہے اور مترجم کہتا ہے کہ خواہ نماز جائز ہونے کا فتوے ہو یا نہ ہو اس سے اتنا تو صاف ظاہر ہے کہ مطلب کا سمجھ لینا کسی زبان میں ہو اصلی غرض تو فہم ہے اس لئے جو لوگ کہ عربی زبان نہیں جانتے ہیں مگر فارسی یا اردو خوب جانتے ہیں اور دنیا کے لیے کچہری دفاتر ومدارس میں امتحان دیتے اور نوکریاں کرتے ہیں اور دنیا کے مطلب کی باتیں ان زبانوں میں خوب سمجھتے اور ذہن نشین کر لیتے ہیں مگر نماز روزہ کے معنی بلکہ کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ کے معنی بھی نہیں سمجھتے اور نہ سمجھنے کا قصد کرتے ہیں وہ ایسی ناسمجھی سے اپنے آپ کو خراب کرتے ہیں اور یہ عذر قطعا قابل قبول نہیں ہے کہ ہم تو عربی نہیں جانتے ہیں ہاں یہ صحیح ہے کہ تم نے جاننے کی کوشش نہیں کی، علم سے بے پروائی کی کہ عربی زبان اتنی بھی نہ سیکھی جو کلمۂ توحید کے معنی تو سمجھ لیتے لیکن اسمیں کیا عذر ہے کہ اردو ہی میں اسکے معنی سمجھ لو پس ضرور ہوا کہ آدمی مطلب کو کسی زبان میں جس کو خوب سمجھتا ہو ایمان واسلام وعقائد کا مطلب سمجھ لے اور بتوفیق الہی تعالی اپنے دین کی فقہ حاصل کرے اسکو اللہ تعالی رنج سے بچاویگا اور ایسی جگہ سے اس کو رزق عطا فرمادیگا جہاں سے اسکو گمان بھی نہ ہو۔(رواہ الخطیب باسنادفیہ ضعف)۔ منجملہ معرفت کے یہ ہے کہ عارف کبھی غمگین نہیں ہوتا بحکم شعر ہر پہ از دوست میرسید نیکوست۔اور یہ ایک

الجواب اللین یصرف الغضب ......☆...... زبانِ خوش، مار را از سوراخش بیرون می کشد

ایسی بات ہے کہ جس میں عوام نابینا ہوکر بھٹکتے اور طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں اور اکثر ان میں سے تقدیر کے منکر ہیں اور ثابت وہی ہیں جو ایمان والے ہیں لیکن بعض ایمان والے اس غلطی میں ہیں کہ ہم کو تدبیر کرنے کی کیا ضرورت ہے جو تقدیر میں ہو گا مل جائے گا۔ اور عوام نے فقط تدبیر کا اقرار کیا اور ان کے قول سے یہ نقصان اٹھایا کہ تقدیر سے منکر ہو گئے اور عارف کے نزدیک تقدیر اور تدبیر میں کچھ منافات نہیں اور اسلام میں بکثرت آیات واحادیث وآثار اس بارے میں ہیں کہ دین ان دونوں کے ساتھ ہے۔ یہ نہیں دیکھتے کہ جس کے حق میں جنت مقدر ہے وہ جنتی ہو گا پھر روزہ۔ نماز۔ زکواۃ۔ حج۔ صدقہ وغیرہ سب تدابیر جن کا ثواب جنت ہے کیوں ہوتی ہیں جہاد کا کیا فائدہ ہے وعظ ونصیحت سے کیا غرض ہے۔ نہیں نہیں خوب یاد رکھو کہ بیشک تقدیر حق ہے جو علم الہی سبحانہ تعالی میں ہے وہی واقع ہو گا اسکو کسی تدبیر سے آدمی ختم نہیں کر سکتا مگر تم کو کیا معلوم کہ اس کے علم یعنی تقدیر میں کیا ہے لہذا تم کو اس سے لپٹنا نہیں چاہیے تم صرف اپنے ہوش گوش سمجھ کے موافق تدبیر سے کام کرتے رہو اور جنھوں نے تقدیر سے انکار کیا وہ محض جاہل ہیں اس لیے کہ خالق علیم حکیم نے جب خلق کو پیدا کیا تو ہم پوچھتے ہیں کہ وہ جانتا تھا کہ اس سے ایسے ایسے اعمال سرزد ہوں گے یا نہیں جانتا تھا تو کوئی نہیں شک کریگا کہ دوسری شق باطل ہے کیونکہ نہ جاننا جاہلوں کا کام ہے اور بڑا سخت عیب ہے اور خالق تعالی ہر عیب سے پاک ہے تو ضرور وہ جانتا تھا پس دنیا میں اس مخلوق سے وہی انجام ہو گا جسکو خالق عزوجل جانتا تھا اور یہی تقدیر ہے اس واسطے بندۂ عارف کو کبھی غم وحزن وہم نہیں ہوتا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق ملتا ہے جہاں سے گمان نہ ہو تو رزق دینا حضرت رزاق عزوجل سے ہے چونکہ آنحضرت سرور عالم ﷺ اللہ کے احکام وپیغام پہنچانے میں رات ودن مصروف رہتے تھے تو رزق حاصل کرنے کی تدبیر سے معذور تھے حالانکہ پہلے بعض انبیاء کچھ پیشہ کرتے چنانچہ حدیث صحیح میں ہے کہ داؤد علیہ السلام زرہ بناتے۔ اور حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے حالانکہ انھوں نے ہم کو تقدیر کا علم سکھایا اور خود توریت پر عمل کرنے پر مامور تھے اور آنحضرت ﷺ کا افضل پیشہ جہاد تھا اور غرض پیشہ سے حصول رزق حلال ہے اور جہاد کا مال سب حلال سے افضل ہے کیونکہ حلت وحرمت کا حکم اللہ تعالی کے اختیار میں ہے ورنہ چور تو چوری کا مال بھی اچھا سمجھتا ہے پس اگر لوگوں کی سمجھ پر موقوف ہو تو ہمارے نہ سمجھنے سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ چور کے سمجھنے پر حلال ہو جاوے اور یہ بالکل غلط ہے پس اس شغل تعلیم توحید میں اللہ تعالی نے رزق دیا اور جن لوگوں نے اس

زمانہ میں جہاد کا الزام دین اسلام پر لگایا اوراس کے کچھ معنی غلط اپنے دل سے گڑھ لیے وہ حقیقت میں اگلے انبیاء مثل حضرت موسیٰ علیہ السلام وداؤدعلیہ السلام وسلیمان ویوشع وغیرہم علیہ السلام سے منکر ہیں کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص انکار کرلے کہ ان پیغمبروں نے جہاد نہیں کیا بلکہ بڑے زوروشور سے اس طرح کہ جب فتح پائی تو کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑا کیونکہ اس وقت یہی حکم تھا بھلا اس قدر مشہور متواتر خبروں کو کون جھٹلاسکتا ہے پھر جہاد کا حکم شریعت حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں منسوخ کیا گیا۔

جاننا چاہئے کہ فی زمانہ لوگ منسوخ کے معنی نہ سمجھ کر اسلام پر عجیب طرح سے اعتراض کرتے ہیں حالانکہ خود شریعتِ توریت میں بالاجماع (سب جانتے ہیں کہ) جہاد فرض تھا اور شریعت انجیل میں وہ منسوخ ہوا یعنی اب اللہ تعالیٰ نے اپنے علم وحکمت کے موافق اس حکم کی حد بتلادی اور جاہلوں کا وہم اپنے قانون پر قیاس کرکے پیدا ہوا کہ ایک وقت اپنی ناقص رائے سے ایک قانون جاری کیا جب خرابی دیکھی تو منسوخ کیا اور علم الٰہی بالکل مطابق ہے وہاں یہ معنی نہیں ہیں بلکہ جیسے باپ۔یا استاد اپنے لڑکے کو ابتدا میں حکم دیتا ہے کہ سبق کے ہجے اور رواں کو آواز سے رٹو اور جانتا ہے کہ یہ اسوقت تک ہے جب تک فن نحو کی کوئی کتاب شروع نہ کرے جب نحو شروع کی تو پہلا حکم منسوخ کرکے اب حکم دیتا ہے کہ بالکل خاموش غور سے مضمون میں نظر کرو اور منہ سے بولو گے تو ذہن منتشر ہوجائیگا بھلا اس میں باپ واستاد کی کوئی جہالت ونادانی ہے ہرگز نہیں اور قطعاً یہی معنی شریعت میں مراد ہیں مگر جہالت وہٹ دھرمی سے خدا کی پناہ کہ بات نہیں سمجھتے خوبی سے آنکھ بند کرتے ہیں کوئی عیب نہیں پاتے تو جھوٹا طوفان بہتان باندھتے ہیں۔ازاں جملہ ابن عبدالبر نے معلق روایت ذکر کی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیل ابراہیم علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اے ابراہیم میں علیم ہوں ہر علم والے کو دوست رکھتا ہوں، اس سے وہ علم مراد ہے جس سے بندہ اپنے خالق کو پہچانے اور دار آخرت جو محمود ہے اس کی راہ پالے اور اگر دنیا کا علم سیکھا تو دنیا خوب پائے گا مگر دنیا ملعون ہے۔ابن عبدالبر نے حضرت معاذؓ سے باسناد ضعیف روایت کی کہ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کا امانت دار عالم ہے اس کی تصدیق خود قرآن مجید سے ثابت ہوتی ہے لقولہ تعالیٰ۔واخذنا میثاق الذین اوتوالکتاب لتبیننه للناس ......الآیہ۔یعنی جن لوگوں کو کتاب آسمانی کا علم دیا ہے یعنی انکو امانت سپرد کی تو ان سے عہد لیا کہ اس کو لوگوں پر صاف ظاہر کروگے اور چھپاؤگے نہیں پس صحیح ہوا کہ وہ لوگ ایک بڑے عہد کے ساتھ امانت دار ہیں۔پھر دنیا میں ظاہر کرنے میں یہ مشکل امتحان پیش آیا لوگ

☆ بہ گفتار شیریں جہاندیدہ مرد ......☆...... کند آنچہ نتوان بہ شمشیر کرد ☆

دشمن ہوئے جاتے ہیں اور پادری واحبار یہودی حتی کہ عالم اسلام کو عیش وآرام کی چیزیں نہیں ملتی ہیں اور اگر چھپاتے اور لوگوں کی مرضی کے موافق بتلاتے ہیں تو وہ بڑے معتقد ہوکر نذرانہ سے حاضر ہوتے ہیں پس بعض ثابت قدم رہے اور بہتیرے دنیا کی عیش ووسوسہء شیطانی میں پڑے اور خود گمراہ ہوئے نیز لوگوں کو گمراہ کیا۔ازانجملہ ابن المبارک نے اوزاعی سے ان کا قول اور ابن عبدالبر وابونعیم وغیرہ نے مرفوع روایت کی کہ اس امت میں دو گروہ ایسے ہیں کہ جب وہ بگڑیں تو سب بگڑینگے اور جب وہ ٹھیک ہوں تو سب ٹھیک ہونگے ایک گروہ عالموں کا اور دوسرا حاکموں۔کا مترجم کہتا ہے کہ اسکی تصدیق مشاہدہ کرلو کہ لوگ اپنے بادشاہ کے دین پر ہوجاتے ہیں۔اوزاعی نے کہا کہ لوگوں کو تین فریق بگاڑتے ہیں عالم اور درویش اور بادشاہ۔اس سے اتنا معلوم ہوا کہ عالموں کی باطنی حکومت بادشاہوں سے بڑھ کر ہے اور بھی اوزاعی وغیرہ نے فرمایا کہ اسلام میں جو عالم بگڑے گا اس کی مشابہت یہود کے عالموں کے ساتھ ہوگی یعنی عیش وعشرت دنیا ودولت کا لالچی ہوگا اور دین کا حکم لوگوں کی مرضی کے موافق بتلادے گا اور پیغمبر علیہ السلام کی شریعت بگاڑے گا بات چھپاوے گا۔کلام کے معنی بگاڑ کر اپنے مطلب کے موافق بتلائے گا علی ہذا القیاس ......جو خرابیاں کہ احبار یہود میں تھیں ویسی ہی ان بدعالموں میں ہوجائیں گی...... نعوذ باللہ منہ الیہ......اور فرمایا کہ جو درویش بگڑے گا اس کی مشابہت نصرانی راہب کے ساتھ ہوجائیگی چنانچہ راہبوں کے حالات بہت مشہور ہیں۔

ازانجملہ قولہ علیہ السلام **فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادنی رجل من اصحابی** عالم کی بزرگی عابد پر ایسی ہے جیسے میری بزرگی میرے اصحاب میں سے ادنی آدمی پر ہے۔بڑا مرتبہ علم کا ظاہر ہوا اور عابد جو عبادت کرتا ہے اس کا طریقہ جانتا اور اس کا علم رکھتا ہے باوجود اس کے عالم نہ ہونے کے اس پر عالم کا شرف زیادہ ہے اور عبادت کے فضائل خود معلوم ہیں تو علم کی بزرگی قیاس کرلو۔اور ترمذی وابن ماجہ وابوداؤد نے روایت کی کہ **فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علی سائر الکواکب**۔عالم کی بزرگی عابد پر جیسے چودھویں رات کے چاند کی بزرگی باقی ستاروں پر ہے۔ابن ماجہ نے روایت کی کہ قیامت کے روز تین گروہ کو شفاعت کرنے کا مرتبہ حاصل ہوگا پہلے انبیاء کو پھر علماء کو پھر شہیدوں کو۔یہ بڑی بزرگی ہے کیونکہ شہیدوں کے فضائل وبزرگیاں نہایت اعلی مرتبہ پر معروف ہیں پھر اس حدیث میں علماء کو ان پر ایک درجہ فوقیت ہے۔اور طبرانی کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالی کی عبادت

کسی چیز کے ساتھ بہتر ادا نہیں ہوتی جیسی علم فقہ کے ساتھ ہوتی ہے۔اس کے وجوہ میں سے یہ ظاہر ہے کہ تعظیم بقدر معرفت وشناخت ہوتی ہے،

مصرعہ: کہ بے علم نتواں خدارا شناخت..................تو تعظیم انتہائی درجہ کی عالم کے دل میں ہوگی اور عبادت یہی تعظیم ہے اور جو کوئی کسی چیز کو نہیں پہچانتا کیسی ہی عمدہ ہو اس کی قدر نہیں کرتا ہے ولہذا فرمایا۔**وما قدروالله حق قدره** ۔الآ یہ۔اگر کہا جائے کہ علم سے عظمت وکبریا الٰہی کی شناخت ہوجاتی ہے تو میں کہوں گا کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ عالم آنکھوں سے دیکھتا اور اندھا نہیں ہوتا ہے وہ یقین جانتا ہے کہ عظمت وشان الٰہی تعالیٰ اعظم واجل ہے کہ وہاں عاجزی کا اقرار کرنا بالیقین ضروری ہے اس واسطے علماء زیادہ ڈرتے ہیں بقولہ تعالیٰ **انما یخشی الله من عباده العلماء** ۔اگر کہا جائے کہ نصرانیوں میں بڑے بڑے علم والے ہیں اگر علم سے عظمت کی معرفت ہوتی تو یہ لوگ جورو اور بیٹا نہ کہتے اس لیے کہ اس سے تو عظمت وپاکیزگی میں بڑا نقصان ہوتا ہے اور مخلوق کی سی بات ظاہر ہوتی ہے تو جواب یہ ہے کہ عالم سے مراد علم دین کا فقیہ ہے اور ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے بلکہ دنیا کو دین پر اختیار کر لیا ہے تو پہلی جہالت اس کی یہ ہے کہ فانی کو باقی پر ترجیح دی جب اتنی سمجھ بھی نہ ہوئی تو وہ بھلا فقہ کیا جانے۔ترمذی وغیرہ نے روایت کیا کہ ایک فقیہ اکیلا ہزار عابدوں سے زیادہ شیطان پر بھاری ہوجاتا ہے۔اور طبرانی نے روایت کیا کہ تم لوگ ایسے زمانہ میں ہو کہ تم میں فقیہ بہت ہیں خطیب کم ہیں اور مانگنے والے کم اور دینے والے بہت ہیں اس زمانہ میں عمل بہ نسبت علم سیکھنے کے بہتر ہے اور عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئیگا جس میں فقیہ کم ہوں گے خطیب بہت ہوں گے دینے والے تھوڑے اور مانگنے والے بہت ہوں گے اس وقت عمل کرنے سے علم دیقین حاصل کرنا بہتر ہوگا۔اس وقت تو غفلت کے ساتھ گویا موت کا بھی یقین نہیں ہے۔اصفہانی وغیرہ نے روایت کی کہ عالم وعابد کی منزلت میں ستر درجہ کا فرق ہے ہر دو درجہ میں اتنا فاصلہ ہے کہ تیز رو گھوڑا ستر برس میں طے کرے۔

اس آسمان کے چکر کے بعد کسی مخلوق کو معلوم نہ ہوا کہ کس قدر ملک الٰہی وسیع ہے یا کیا چیز ہے اور بے انتہاء مسافت کہاں تک پس اس حیرت کے ساتھ اس زمانہ میں لوگوں کا دعوے حکومت محض جہالت ہے اور حدیث صحیح کا معجزہ صادق آیا کہ قرب قیامت کا نشان یہ ہے کہ گونگے بہرے جو سفیہ وبیوقوف ہیں روئے زمین کے بادشاہ ہوں گے۔اگر کہو کہ دانائی ظاہر ہے تو جواب یہ کہ دنیا کے لیے ہے نا

☆ مگس جایی نخواهد رفت بجز دکان حلوایی ☆

، جوملعونہ ہے تو اس میں کمال کیا ہے۔ابن عبدالبر کی روایت میں صحابہؓ نے اعمال میں سے افضل عمل دریافت کیا اور آپ نے برابر یہ جواب دیا کہ علم افضل ہے آخر میں فرمایا کہ علم کے ساتھ تھوڑا سا عمل بھی کارآمد ہوتا ہے اور بے علم کا بہت سا عمل بھی مفید نہیں ہوتا۔اور طبرانی کی روایت مرفوع میں ہے کہ قیامت میں اللہ تعالی بندوں کو اٹھائیگا اور آخر عالموں سے فرمائے گا کہ اے گروہ علماء میں نے اپنا علم تم میں جان کر رکھا تھا اور اس لیے نہیں رکھا تھا کہ تم کو عذاب دوں سو، جاؤ آج میں نے تمھیں بخش دیا۔یہ ان عالموں کا حال ہے جن کا علم ان کے قلب میں ہے ان کو معرفت الٰہی بالیقین حاصل ہے تو ان کو یہ درجہ مبارک ہو اور اللہ تعالی ہم کو ان کے طفیل میں بخش دے وھوارحم الراحمین ۔اور جان رکھو کہ جن عالموں کی نیت محض جاہِ دنیا ہو یا ناموری ہو ان کو معرفت الٰہی سے کوئی حصہ نہیں ملتا ہے کیونکہ علم کا ادنی مرتبہ یہ ہے کہ اس کو یقین ہو کہ آخرت بہ نسبت اس جہان کے اعلی واولی ہے اور یہ محض چندروزہ ہے۔اب حضرات صحابہ وتابعینؒ وائمہ مسلمینؒ کے اقوال سننا چاہیے۔

حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے کمیل رحمہ اللہ کو فرمایا کہ اے کمیل مال سے علم بہت اچھا ہے علم تیرا نگہبان اور تو مال کا نگہبان ہوتا ہے علم حاکم اور مال محکوم ہے۔مال خرچ کرنے سے ناقص ہو جائے، جاتا رہے اور علم جتنا خرچ کرواتنا ہی بڑھتا جائے۔آپ ہی کا قول ہے کہ روزہ دار شب بیدار جہاد کرنے والے سے بھی عالم افضل ہے جب عالم مرتا ہے تو اسلام میں ایک رخنہ ہو جاتا ہے اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا مگر اس شخص سے بند ہوتا ہے جو اس کے بعد علم والا ہو کر اس کی جگہ قائم ہو۔ابن عباس نے کہا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اختیار دیا گیا کہ علم ومال وسلطنت ان میں سے جو چاہو پسند کر لو انھوں نے عرض کیا کہ اب مجھے علم دے دیا جائے تو اللہ تعالی نے ان کو علم دے دیا اور مال وسلطنت کو اس کے تابع کر کے دے دیا۔یعنی علم ان سب پر حاکم ہے تو جہاں وہ ہوگا وہاں اس کے محکوم بھی جائینگے اس لئے تم دیکھو کہ جن بادشاہوں کو علم نہیں ہوتا وہ حکومت یعنی انصاف نہیں کر سکتے بلکہ یزید کی طرح ظلم وایذاء کے مرتکب ہوتے ہیں پس سلطنت وحکومت ان کے حق میں وبال ہے۔عبداللہ بن المبارک سے کسی نے پوچھا کہ آدمی درحقیقت کون ہیں فرمایا کہ علماء ہیں۔پوچھا کہ بادشاہت کس کو ہے فرمایا کہ جو دنیا سے بیزار ہیں پوچھا کہ پھر ادنی درجے والے کون ہیں فرمایا کہ جو دین بیچ کر دنیا کھاتے ہیں الحاصل آدمی فقط عالم کو قرار دیا۔کیونکہ آدمی کی پیدائش فقط کمال معرفت خالق عزوجل ہے اور یہ بدون علم کے ممکن نہیں

☆ این دغل دوستان کہ می بینی مگسانند گرد شیرینی ☆

ہے۔ مشکواۃ وغیرہ میں ابن عباس سے مروی ہے کہ رات میں ایک ساعت علم کا درس کرنا تمام رات کی عباد ت سے بہتر ہے اور یہ مضمون حضرت ابو ہریرۃؓ وایک جماعت سلف سے شیخ حافظ ابن کثیرؒ نے تحت تفسیر قولہ یتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ماخلقت هذا باطل......الآیہ......نقل کیا گیا ہے کہ حضرت ابن مسعود وابن عمرؓ نے علم حاصل کرنے کی بابت بہت تاکید فرمائی کہ سیکھو اور اللہ تعالی طالب علم کو محبت کی چادر اڑھاتا؟.........(جاری ہے)

طور سینا چیست دانی بے خبر طور سینا سینہءخود را نگر

☆☆☆

ہمچو موسی مست شو بر طور خویش رب ارنی گو تجلی حق نگر

عقیدہ ختم النبوۃ

کی چودھویں جلد کے بعد ایک سے سات تک جلدوں کا سیٹ دوبارہ شائع ہو گیا ہے۔

اپنا سیٹ بک کروالیں

ملنے کا پتہ

مکتبہ برکات المدینہ متصل جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد کراچی

شهدالانام بفضله حتى العدى ......☆...... والفضل ماشهدت به الاعداء